خلاصۃ تبیان الوضوء

وضو و غسل کے مسائل کا مختصر بیان

تصنیفِ لطیف

اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت،
امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ

اعلیٰ حضرت نیٹ ورک
Alahazrat Network

خلاصہ تبیان الوضو

(وضو وغسل کے مسائل کا مختصر بیان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

مسئلہ ۱۲ مسئولہ مولوی علی احمد صاحب مصنف تہذیب الصبیان ۵ جمادی الاولٰی ۱۳۱۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ فرائضِ غسلِ جنابت جو تین ہیں ان میں مضمضہ و استنشاق واسالۃ الماء علٰی کل البدن سے کیسا مضمضہ واستنشاق واسالۂ ماء مراد ہے۔ بیّنوا توجروا (بیان فرمائیے اجر پائیے۔ ت)

الجواب

مضمضہ: سارے دہن کا مع اس کے ہر گوشے پرزے گنج کے حلق کی حد تک دُھلنا۔ درمختار میں ہے:

فرض الغسل غسل کل فمہ[1] غسل میں پورے منہ کو دھونا فرض ہے (ت)

---

[1] الدرالمختار کتاب الطہارۃ مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۸

ردالمحتار میں ہے:

عبر عن المضمضۃ بالغسل لافادۃ الاستیعاب[1] اھ۔

مضمضہ کی تعبیر غَسل (دھونے) سے کی تاکہ احاطہ کرلینے کا افادہ ہو۔ اھ (ت)

وفی افادتہ بنفس لفظ الغسل کلام قدمہ فی الوضوء والصحیح انہ مفیدہ لفظ کل۔

صرف لفظ غَسل سے احاطہ کا افادہ ہونے میں کلام ہے جو خود علامہ شامی وضو کے بیان میں ذکر کرچکے ہیں۔ اور صحیح یہ ہے کہ احاطہ کا افادہ لفظِ "کل" سے ہورہا ہے۔

اقول وعلی التسلیم فلیست دلالتہ علی الاستیعاب ظاھرۃ کدلالۃ کل فلا یرد ما قال ش لکن علی الاول لاحاجۃ الی زیادۃ کل[2]۔

اقول اگر یہ تسلیم بھی کرلیا جائے کہ لفظ غَسل (دھونا) احاطہ کو بتارہا ہے تو بھی احاطہ پر اس کی دلالت واضح نہیں جیسے اس معنی پر لفظ کل کی دلالت واضح ہے۔ تو وہ اعتراض نہ وارد ہوگا جو علامہ شامی نے کیا کہ برتقدیر اول، لفظِ کل بڑھانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ (ت)

اسی میں بحرالرائق سے ہے:

المضمضۃ اصطلاحا استیعاب الماء جمیع الفم[3]۔

اصطلاح میں مضمضہ یہ ہے کہ پانی پورے منہ کا احاطہ کرے۔ (ت)

اورہم نے دُھلنا کہا، دھونا نہ کہا، اس لئے کہ طہارت میں کچھ اپنا فعل یا قصد شرط نہیں پانی گزرنا چاہیے جس طرح ہو۔

اقول وبہ ظھر ان عبارۃ البحر

اقول اور اسی سے ظاہر ہوا کہ عبارتِ بحر

ف: معروضۃ علی العلامۃ ش۔

---

[1] ردالمحتار کتاب الطہارۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۱۰۲
[2] " " " " " " ۱/۱۰۲
[3] " " " " " " ۱/۷۸

احسن من عبارة الدر الا ان یجعل الغسل مبنیا للمفعول ای مغسولیۃ کل فمہ۔

بحر عبارتِ درمختار سے بہتر ہے مگر یہ کہ عبارتِ در میں لفظِ غَسل کو مصدرِ مجہول مانا جائے یعنی پورے منہ کا دُھل جانا۔ (ت)

آج کل بہت بے علم اس مضمضہ کے معنی صرف کُلّی کے سمجھتے ہیں کچھ پانی منہ میں لے کر اُگل دیتے ہیں کہ زبان کی جڑ اور حلق کے کنارہ تک نہیں پہنچتا، یوں غسل نہیں اُترتا، نہ اس غسل سے نماز ہوسکے، نہ مسجد میں جانا جائز ہو۔ بلکہ فرض ہے کہ داڑھوں کے پیچھے گالوں کی تہ میں، دانتوں کی جڑ میں، دانتوں کی کھڑکیوں میں، حلق کے کنارہ تک ہر پُرزے پر پانی بہے یہاں تک کہ اگر کوئی سخت چیز کہ پانی کے بہنے کو روکے گی دانتوں کی جڑ یا کھڑکیوں وغیرہ میں حائل ہو تو لازم ہے کہ اُسے جُدا کرکے کلی کرے ورنہ غسل نہ ہوگا، ہاں اگر اس کے جُدا کرنے میں حرج وضرر و اذیت ہو جس طرح پانوں کی کثرت سے جڑوں میں چونا جم کر متحجر ہوجاتا ہے کہ جب تک زیادہ ہو کر آپ ہی جگہ نہ چھوڑ دے چھڑانے کے قابل نہیں ہوتا یا عورتوں کے دانتوں میں مسّی کی ریخیں جم جاتی ہیں کہ اُن کے چھیلنے میں دانتوں یا مسوڑھوں کی مضرت کا اندیشہ ہے تو جب تک یہ حالت رہے گی اس قدر کی معافی ہوگی فان الحرج مدفوع بالنص (اس لئے کہ نص سے ثابت ہے کہ جہاں حرج ہو اسے دفع کیا جائے۔ ت) درمختار میں ہے:

لایمنع طعام بین اسنانہ اوفی سنہ المجوف بہ یفتی وقیل ان صلبا منع وھو الاصح[1]۔

کھانے کا ٹکڑا جو دانتوں کے درمیان یا خول دار دانت کے اندر ہو وہ مانع نہیں، اسی پر فتوٰی ہے۔ اور کہا گیا کہ اگر سخت ہو تو مانع ہے اور یہی اصح ہے۔ (ت)

ردالمحتار میں ہے:

قولہ بہ یفتی صرح بہ فی الخلاصۃ وقال لان الماء شیئ لطیف یصل تحتہ غالبا اھ ویرد

عبارتِ شارح "اسی پر فتوٰی ہے" ــــ خلاصہ میں اس کی تصریح ہے، اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ: وجہ یہ ہے کہ پانی لطیف شے ہے غالب یہی ہے کہ

ف۱: مسئلہ دانتوں کی جڑ یا کھڑکی میں سخت چیز جمی ہو تو چھڑا کر کُلّی کرنا لازم، ورنہ غسل نہ اترے گا۔

ف۲: مسئلہ چُونا یا مسّی کی ریخیں جن کے چھڑانے میں ضرر ہو معاف ہیں۔

---

[1] الدرالمختار کتاب الطہارۃ مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۲۹

علیہ ما قدمناہ اٰنفا (ای ان مجرد الوصول غیر کاف بل الواجب الاسالۃ والتقاطر) ومفادہ (ای مفاد ما فی الخلاصۃ) عدم الجواز اذا علم انہ لم یصل الماء تحتہ (ای لان غلبۃ الوقوع لاتعارض العلم بعد الوقوع) قال فی الحلیۃ وھو اثبت، قولہ وھو الاصح صرح بہ فی شرح المنیۃ و قال لامتناع نفوذ الماء مع عدم الضرورۃ والحرج اھ ولا یخفی ان ھذا التصحیح لاینافی ماقبلہ[1] اھ ملخصا مزیدا ما بین الاھلۃ۔

اس کے نیچے پہنچ جائے گا اھ۔ اس پر وہ اعتراض وارد ہوگا جو ابھی ہم نے ذکر کیا (یعنی یہ کہ محض پہنچنا کافی نہیں، بلکہ بہانا اور قطرے ٹپکنا واجب ہے) اور اس کا مفاد (یعنی کلام خلاصہ کا مفاد) یہ ہے کہ اگر معلوم ہو جائے کہ نیچے پانی نہ پہنچا تو جواز نہ ہوگا (یعنی اس لئے کہ جب یقین ہو کہ اس خاص حالت میں وقوع نہ ہوا تو اکثر حالات میں واقع ہونا اس کے معارض نہیں ہوسکتا) حلیہ میں کہا: یہ اثبت ہے۔ عبارت شارح "یہی اصح ہے" اس کی تصریح شرح منیہ میں کی۔ اور یہ بھی لکھا کہ وجہ یہ ہے کہ سخت ہونے ہونے کی صورت میں پانی نفوذ نہ کرسکے گا اور ضرورت حرج کی صورت بھی نہیں اھ ــــ مخفی نہیں کہ یہ تصحیح اگلی تصحیح کے منافی نہیں ــــ ردالمحتار کی عبارت ہلالین کے درمیان ہمارے اضافوں کے ساتھ ختم ہوئی۔

بالجملہ غسل میں ان احتیاطوں سے روزہ دار کو بھی چارہ نہیں، ہاں غرغرہ[ف] اسے نہ چاہئے کہ کہیں پانی حلق سے نیچے نہ اتر جائے۔ غیر روزہ دار کے لئے غرغرہ سنت ہے۔ درمختار میں ہے:

سنتہ المبالغۃ بالغرغرۃ لغیر الصائم لاحتمال الفساد[2]۔

وضو وغسل میں غرغرہ کرکے مبالغہ سنت ہے اس کے لئے جو روزہ دار نہ ہو، روزہ دار کے لئے نہیں کیونکہ اس میں روزہ جانے کا احتمال ہے۔ (ت)

ف: مسئلہ وضو وغسل میں غرغرہ سنت ہے مگر روزہ دار کو مکروہ۔

---

[1] ردالمحتار کتاب الطہارۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۱۰۴
[2] الدرالمختار 〃 مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۱

اُسی کے بیان غسل میں ہے :

سننہ کسنن الوضوء سوی الترتیب[1] الخ۔

غسل کی سنتیں وضو کی سنتوں کی طرح ہیں بجز ترتیب کے الخ۔ (ت)

استنشاق : ناک کے دونوں نتھنوں میں جہاں تک نرم جگہ ہے یعنی سخت ہڈی کے شروع تک دُھلنا۔ ردالمحتار میں بحرالرائق سے ہے :

الاستنشاق اصطلاحا ایصال الماء الی المارن، ولغۃ من النشق وھو جذب الماء ونحوہ بریح الانف الی داخلہ[2]۔

اصطلاح میں استنشاق کا معنٰی ناک کے نرم حصہ تک پانی پہنچانا۔ اور لغت میں یہ لفظ نشق سے لیا گیا ہے جس کا معنی پانی اور اس جیسی چیز کو سانس کے ذریعہ ناک کے اندر کھینچنا۔ (ت)

اُسی میں قاموس سے ہے :

المارن مالان من الانف[3]۔

مارن ناک کا وہ حصہ ہے جو نرم ہے (ت)

اور یہ یُونہی ہوسکے گا کہ پانی لے کر سُونگھے اور اُوپر کو چڑھائے کہ وہاں تک پہنچ جائے، لوگ اس کا بالکل خیال نہیں کرتے اُوپر ہی اُوپر پانی ڈالتے ہیں کہ ناک کے سرے کو چُھو کر گر جاتا ہے، بانسے میں جتنی جگہ نرم ہے اُس سب کو دھونا تو بڑی بات ہے، ظاہر ہے کہ پانی کا بالطبع میل نیچے کو ہے اوپر بے چڑھائے ہرگز نہ چڑھے گا افسوس کہ عوام تو عوام بعض پڑھے لکھے بھی اس بلا میں گرفتار ہیں، کاش استنشاق کے لغوی ہی معنے پر نظر کرتے تو اس آفت میں نہ پڑتے۔ استنشاق سانس کے ذریعہ سے کوئی چیز ناک کے اندر چڑھانا ہے نہ کہ ناک کے کنارہ کو چُھو جانا۔ وضو میں تو خیر اس کے ترک کی عادت ڈالے سے سنّت چھوڑنے ہی کا گناہ ہوگا کہ مضمضہ واستنشاق بمعنی مذکور دونوں وضوء میں سنّتِ مؤکدہ ہیں کما فی الدرالمختار

ف : مسئلہ منہ کے ہر ذرّہ پر حلق تک پانی بہنا اور دونوں نتھنوں میں ناک کی ہڈی شروع ہونے تک پانی چڑھنا غسل میں فرض اور وضو میں سُنّتِ مؤکدہ ہے۔

---

[1] الدرالمختار کتاب الطہارۃ مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۲۹

[2] ردالمحتار 〃 داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۷۸و۷۹

[3] 〃 〃 〃 〃 〃 ۱/ ۷۹

(جیسا کہ دُرِّ مختار میں ہے۔ ت) اور سنّتِ مؤکدہ[ف۱] کے ایک آدھ بار ترک سے اگرچہ گناہ نہ ہو عتاب ہی کا استحقاق ہو مگر بارہا ترک سے بلاشُبہہ گنہگار ہوتا ہے کما فی ردالمحتار وغیرہ من الاسفار (جیسا کہ معتبر کتاب ردالمحتار وغیرہ میں ہے۔ ت) تاہم وضو ہوجاتا ہے اور غسل تو ہرگز اُترے ہی گا نہیں جب تک سارا مُنہ حلق کی حد تک اور سارا نرم بانسا سخت ہڈی کے کنارہ تک پُورا نہ دُھل جائے۔ یہاں تک کہ علماء فرماتے ہیں کہ اگر ناک[ف۲] کے اندر کثافت جمی ہے تو لازم کہ پہلے اُسے صاف کرلے ورنہ اس کے نیچے پانی نے عبور نہ کیا تو غسل نہ ہوگا۔ درمختار میں ہے:

فرض الغسل غسل انفہ حتی ماتحت الدرن[۱] — غسل میں ناک کا دھونا فرض ہے یہاں تک کہ وہ حصہ بھی جو کثافت اور مَیل کے نیچے ہے۔ (ت)

اس احتیاط[ف۳] سے بھی روزہ دار کو مفر نہیں، ہاں اس سے اوپر تک اُسے نہ چاہیے کہ کہیں پانی دماغ کو نہ چڑھ جائے، غیر روزہ دار کے لئے یہ بھی سنّت ہے۔ درمختار میں ہے:

سنۃ المبالغۃ بمجاوزۃ المارن لغیر الصائم[۲] — غیر روزہ دار کے لئے نرمہ سے اوپر پانی پہنچا کر مبالغہ سنت ہے۔ (ت)

اَسَالۃُ الماء علٰی ظاہر البدن

سر کے بالوں سے تلووں سے نیچے تک جسم کے ہر پُرزے، رونگٹے کی بیرونی سطح پر پانی کا تقاطر کے ساتھ بہہ جانا سوا اُس موضع یا حالت کے جس میں حرج ہو جس کا بیان آتا ہے۔ درمختار میں ہے:

یفرض غسل کل مایمکن من البدن بلاحرج[۳] — بدن کا ہر وہ حصہ دھونا فرض ہے جسے بغیر حرج کے دھونا ممکن ہے۔ (ت)

ف۱: مسئلہ سنت مؤکدہ کے ترک کی عادت سے گنہگار و مستحق عذاب ہوتا ہے۔

ف۲: مسئلہ ناک میں کوئی کثافت جمی ہو تو پہلے اس کا چھڑا لینا غسل میں فرض اور وضو میں سنت ہے۔

ف۳: مسئلہ وضو و غسل میں سُنّت ہے کہ ناک کی جڑ تک پانی چڑھائے مگر روزہ دار اس سے بچے، ہاں تمام نرم بانسے تک چڑھانا اُسے بھی ضروری ہے۔

---

[۱] الدرالمختار — کتاب الطہارۃ — مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۸
[۲] " " " ۱/۲۱
[۳] " " " ۱/۲۸

لوگ یہاں دو قسم کی بے احتیاطیاں کرتے ہیں جن سے غسل نہیں ہوتا اور نمازیں اکارت جاتی ہیں۔

اوّلاً غسل بالفتح کے معنی میں نافہمی کہ بعض جگہ تیل کی طرح چُپڑ لیتے ہیں یا بھیگا ہاتھ پہنچ جانے پر قناعت کرتے ہیں حالانکہ یہ مسح ہوا، غسل میں تقاطر اور پانی کا بہنا ضروری ہے جب تک ایک ایک ذرّے پر پانی بہتا ہُوا نہ گزرے گا غسل ہرگز نہ ہوگا۔ درمختار میں ہے:

غسل ای اسالة الماء مع التقاطر[1] | غسل یعنی قطرے ٹپکنے کے ساتھ پانی بہانا۔ (ت)

ردالمحتار میں ہے:

البلّ بلا تقاطر مسح[2] | قطرے ٹپکے بغیر صرف تر کرلینا تو مسح ہے۔ (ت)

اُسی میں ہے:

لو لم یسل الماء بان استعمله استعمال الدھن لم یجز[3] | اگر پانی نہ بہا اس طرح کہ تیل کی طرح پانی صرف مَل لیا تو فرض ادا نہ ہوا۔ (ت)

ثانیاً پانی ایسی بے احتیاطی سے بہاتے ہیں کہ بعض مواضع بالکل خشک رہ جاتے ہیں یا اُن تک کچھ اثر پہنچتا ہے تو وہی بھیگے ہاتھ کی تری۔ اُن کے خیال میں شاید پانی میں ایسی کرامت ہے کہ ہر کنج و گوشہ میں آپ دوڑ جائے کچھ احتیاط خاص کی حاجت نہیں حالانکہ جسم ظاہر میں بہت مواقع ایسے ہیں کہ وہاں ایک جسم کی سطح دوسرے جسم سے چھپ گئی ہے یا پانی کی گزرگاہ سے جدا واقع ہے کہ بے لحاظ خاص پانی اس پر بہنا ہرگز مظنون نہیں اور حکم یہ ہے کہ اگر ذرّہ بھر جگہ یا کسی بال کی نوک بھی پانی بہنے سے رہ گئی تو غسل نہ ہوگا۔ اور نہ صرف غسل بلکہ وضو میں بھی ایسی ہی بے احتیاطیاں کرتے ہیں کہیں ایڑیوں پر پانی نہیں بہتا، کہیں کہنیوں پر، کہیں ماتھے کے بالائی حصے پر، کہیں کانوں کے پاس کنپٹیوں پر۔ ہم نے اس بارہ میں ایک مستقل تحریر لکھی ہے اُس میں ان تمام مواضع کی تفصیل جن کا لحاظ و خیال وضو و غسل میں ضرور ہے، مردوں اور عورتوں کی تفریق اور طریقۂ احتیاط کی تحقیق کے ساتھ ایسی سلیس و روشن بیان سے مذکور ہے جسے بعونہٖ تعالٰی ہر جاہل بچّہ

ف: لوگ وضو و غسل میں دو قسم کی بے احتیاطیاں کرتے ہیں جن سے نمازیں اکارت جاتی ہیں۔

---

[1] الدرالمختار | کتاب الطہارۃ | مطبع مجتبائی دہلی | ۱/ ۲۹

[2] ردالمحتار | 〃 | داراحیاء التراث العربی بیروت | ۱/ ۶۵

[3] 〃 | 〃 | 〃 | 〃

عورت سمجھ سکے، یہاں اجمالاً اُن کا شمار کئے دیتے ہیں۔

ضروریاتِ وضو مطلقاً یعنی مرد و عورت سب کے لئے:

(۱) پانی مانگ یعنی ماتھے کے سرے سے پڑنا، بہت لوگ لَپ یا چُلّو میں پانی لے کر ناک یا ابرو یا نصف ماتھے پر ڈالتے ہیں پانی تو بہہ کر نیچے آیا وہ اپنا ہاتھ چڑھا کر اُوپر لے گئے اس میں سارا ماتھا نہ دُھلا بھیگا ہاتھ پھرا اور وضو نہ ہوا۔

(۲) پٹیاں جھکی ہوں تو انہیں ہٹا کر پانی ڈالے کہ جو حصّہ پیشانی کا اُن کے نیچے ہے دُھلنے سے نہ رہ جائے۔

(۳) بھووں کے بال چھدرے ہوں کہ نیچے کی کھال چمکتی ہو تو کھال پر پانی بہنا فرض ہے صرف بالوں پر کافی نہیں۔

(۴) آنکھوں کے چاروں کوئے، آنکھیں زور سے بند کرے یہاں کوئی سخت چیز جمی ہوئی ہو تو چھڑالے۔

(۵) پلک کا ہر بال پورا بعض وقت کیچڑ وغیرہ سخت ہو کر جم جاتا ہے کہ اس کے نیچے پانی نہیں بہتا اُس کا چھڑانا ضرور ہے۔

(۶) کان کے پاس کنپٹی ایسا نہ ہو کہ ماتھے کا پانی گال پر اُتر آئے اور یہاں صرف بھیگا ہاتھ پھرے۔

(۷) ناک کا سوراخ اگر کوئی گہنا یا تنکا ہو تو اُسے پھرا پھرا کر ورنہ یوں ہی دھار ڈالے ہاں اگر بالکل بند ہو گیا تو حاجت نہیں۔

(۸) آدمی جب خاموش بیٹھے تو دونوں لب مل کر کچھ حصّہ چھُپ جاتا کچھ ظاہر رہتا ہے یہ ظاہر رہنے والا حصّہ بھی دُھلنا فرض ہے، اگر کُلی نہ کی اور مُنہ دھونے میں لب سمیٹ کر بزور بند کر لئے تو اس پر پانی نہ بہے گا۔

(۹) ٹھوڑی کی ہڈی اُس جگہ تک جہاں نیچے کے دانت جمے ہیں۔

(۱۰) ہاتھوں کی آٹھوں گھائیاں۔

(۱۱) انگلیوں کی کروٹیں کہ ملنے پر بند ہو جاتی ہیں۔

(۱۲) دسوں ناخنوں کے اندر جو جگہ خالی ہے ہاں میل کا ڈر نہیں۔

(۱۳) ناخنوں کے سرے سے کہنیوں کے اُوپر تک ہاتھ کا ہر پہلو، چُلّو میں پانی لے کر کلائی پر اُلٹ لینا

ف: مسئلہ وضو میں چھبیس[۲۶] جگہیں ہیں جن کی خاص احتیاط مرد و عورت سب پر لازم ہے۔

ع۵ ناک کا سوراخ ہاتھ پاؤں کے چھلّے، کلائی کے گہنے، چُوڑیاں۔

ہرگز کافی نہیں۔

(۱۴) کلائی کا ہر بال جڑ سے نوک تک۔ ایسا نہ ہو کہ کھڑے بالوں کی جڑ میں پانی گزر جائے نوکیں رہ جائیں۔

(۱۵) آرسی چھلے اور کلائی کے گہنے کے نیچے۔

(۱۶) عورتوں کو پھنسی چوڑیوں کا شوق ہوتا ہے اُنھیں ہٹا ہٹا کر پانی بہائیں۔

(۱۷) چوتھائی سر کا مسح فرض ہے پوروں کے سرے گزار دینا اکثر اس مقدار کو کافی نہیں ہوتا۔

(۱۸) پاؤں کی آٹھوں گھائیاں۔

(۱۹) یہاں اُنگلیوں کی کروٹیں زیادہ قابلِ لحاظ ہیں کہ قدرتی ملی ہوئی ہیں۔

(۲۰) ناخنوں کے اندر کوئی سخت چیز نہ ہو۔

(۲۱) پاؤں کے چھلے اور جو گہنا گٹوں پر یا گٹوں سے نیچے ہو اس کے نیچے سیلان شرط ہے۔

(۲۲) گٹے۔

(۲۳) تلوے۔

(۲۴) ایڑیاں۔

(۲۵) کونچیں خاص بہ مردان ف۔

(۲۶) مونچھیں۔

(۲۷) صحیح مذہب میں ساری داڑھی دھونا فرض ہے یعنی جتنی چہرے کی حد میں ہے نہ لٹکی ہوئی کہ ہاتھ سے گلے کی طرف کو دباؤ تو ٹھوڑی کے اُس حصّے سے نکل جائے جس پر دانت جمے ہیں کہ اُس کا صرف مسح سنّت اور دھونا مستحب ہے۔

(۲۸ و ۲۹) داڑھی مونچھیں چھدری ہوں کہ نیچے کی کھال نظر آتی ہو تو کھال پر پانی بہنا۔

(۳۰) مونچھیں بڑھ کر لبوں کو چھپالیں تو اُنھیں ہٹا ہٹا کر لبوں کی کھال دھونی اگرچہ مونچھیں کیسی ہی گھنی ہوں۔

درمختار میں ہے:

ارکان الوضوء غسل الوجه من مبدأ سطح جبهته الی منبت	ارکانِ وضو یہ ہیں: چہرے کو لمبائی میں پیشانی کی سطح کے شروع سے نیچے کے دانتوں کے اُگنے کی

ف: وضو میں پانچ مواقع اور ہیں جن کی احتیاط خاص مردوں پر لازم۔

اسنانه السفلى طولا وما بين شحمتى
الاذنين عرضا فيجب غسل المياقى
وما يظهر من الشفة عند انضمامها
(الطبيعى لا عند انضمامها
بشدة وتكلف اھ وكذا لو
غمض عينيه شديدا لايجوز
بحر) وغسل جميع اللحية
فرض على المذهب الصحيح
المفتى به المرجوع اليه وما عدا
هذه الرواية مرجوع عنه
ثم لاخلاف ان المسترسل
(وفسره ابن حجر فى
شرح المنهاج بما لو مد
من جهة نزوله لخرج
عن دائرة الوجه. ثم رأيت
المصنف فى شرحه
على زاد الفقير قال و
فى المجتبى قال البقالى
وما نزل من شعر اللحية
من الذقن ليس من
الوجه عندنا خلافا للشافعى اھ)
لايجب غسله ولا مسحه بل يسن
(المسح) وان الخفيفة التى ترى بشرتها
يجب غسل ما تحتها نهر وفى البرهان
يجب غسل بشرة لم يسترها الشعر

جگہ تک، اور چوڑائی میں ایک کان کی لَو سے دوسرے
کان کی لَو تک جتنا حصّہ ہے سب دھونا ــــ تو
آنکھوں کے گوشوں کو دھونا ضروری ہے اور لب کا
وہ حصہ بھی جو لب بند ہونے کے وقت کُھلا رہتا ہے
(یعنی طبعی طور پر بند ہونے کے وقت' شدت اور
تکلیف سے بند کرنے کے وقت نہیں' اھ، حلبی ــ
اسی طرح اگر وقتِ وضو آنکھیں سختی سے بند
کرلیں تو وضو نہ ہوگا ــ بحر ــ) اور پُوری داڑھی
کا دھونا فرض ہے ــ مذہبِ صحیح مُفتیٰ بہ پر ــــ
جس کی طرف امام نے رجوع کرلیا ہے۔ اور اس کے
علاوہ جو روایت ہے اس سے رجوع ہوچکا ہے۔
پھر اس میں اختلاف نہیں کہ داڑھی کے لٹکتے ہوئے
بالوں کا دھونا یا مسح کرنا فرض نہیں بلکہ (اس کا
مسح) مسنون ہے۔ (مسترسل' لٹکتے بالوں'
کی تفسیر علامہ ابن حجر شافعی نے شرح منہاج میں
یہ لکھی ہے: بالوں کا وہ حصہ جو نیچے کو پھیلایا جائے
تو چہرے کے دائرے سے باہر ہوجائے۔ پھر
میں نے دیکھا کہ مصنّف نے زاد الفقیر کی شرح
میں یہ لکھا ہے: مجتبیٰ میں ہے کہ بقالی نے کہا:
داڑھی کے وُہ بال جو ٹھوڑی سے نیچے ہیں وُہ
امام شافعی کے برخلاف ہمارے نزدیک چہرے
میں شمار نہیں اھ) ہلکی داڑھی جس کی جلد نظر
آتی ہے اس کے نیچے کی جلد دھونا فرض ہے، نہر۔
اور برہان میں ہے: مذہب مختار میں اس جلد کو
دھونا فرض ہے جو بالوں سے چُھپی ہوئی نہیں ہے

كحاجب وشارب وعنفقة في المختار (ويستثنى منه ما اذا كان الشارب طويلا يستر حمرة الشفتين لما في السراجية من ان تخليل الشارب الساتر حمرة الشفتين واجب[1]) اھ ملخصا مزيد اما بين الاهلة من رد المحتار۔

جیسے بھووں، مونچھوں اور بچی کے بالوں سے [نہ چھپنے والی جلد ۱۲م] اس سے وہ صورت مستثنٰی ہے جب مونچھیں اتنی لمبی ہوں کہ لبوں کی سُرخی کو چھپالیں کیونکہ سراجیہ میں ہے کہ لبوں کی سرخی کو چھپا لینے والی مونچھوں کا خلال کرنا یعنی ہٹا کر لب کی جلد دھونا فرض ہے) اھ۔ درمختار کی عبارت تلخیص اور ہلالین کے درمیان ردالمحتار سے اضافوں کے ساتھ ختم ہوئی۔

قلت واستحبابي غسل المسترسل نظرا الى خلاف الامام الشافعي رضي الله تعالٰى عنه لما نصوا[ف] عليه من ان الخروج عن الخلاف مستحب بالاجماع ما لم يرتكب مكروه مذهبه كما في رد المحتار وغيره[2]۔

قلت داڑھی کے لٹکتے ہوئے بالوں کو دھونا میں نے امام شافعی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے اختلاف کا لحاظ کرتے ہوئے مستحب کہا اس لئے کہ علماء نے تصریح فرمائی ہے کہ صورتِ اختلاف سے بچنا بالاجماع مستحب ہے بشرطیکہ اس میں اپنے مذہب کے کسی مکروہ کا ارتکاب نہ ہو، جیسا کہ ردالمحتار وغیرہ میں ہے۔

اُسی میں ہے،

سنته تخليل اصابع اليدين والرجلين وهذا بعد

ہاتھوں اور پیروں کی انگلیوں کا خلال سنت ہے یہ اس وقت ہے جب پانی

ف: حتی الامکان اختلافِ علماء سے بچنا مستحب ہے جب تک اس کی رعایت میں اپنے مذہب کا مکروہ نہ لازم آئے۔

---

[1] الدرالمختار	کتاب الطہارۃ	مطبع مجتبائی دہلی	۱/ ۱۸ و ۱۹
ردالمحتار	"	داراحیاء التراث العربی بیروت	۱/ ۶۶ تا ۶۹
[2] الدرالمختار	"	مطبع مجتبائی دہلی	۱/ ۲۷
ردالمحتار	"	داراحیاء التراث العربی بیروت	۱/ ۹۹

دخول الماء خلالها فلو منضمة فرض[1]

ان انگلیوں کے بیچ پہنچ گیا ہو اگر ملی ہوئی ہوں (کہ پانی نہ پہنچے) تو پانی پہنچانا فرض ہے۔ (ت)

اُسی میں ہے:

مستحبہ تحریك خاتمہ الواسع وکذا الضیق ان علم وصول الماء و الّا فرض[2]

کشادہ انگوٹھی کو حرکت دینا مستحب ہے اسی طرح تنگ کو بھی، اگر معلوم ہو کہ پانی پہنچ گیا ورنہ فرض ہے۔ (ت)

اُسی میں ہے:

ومن الاٰداب تعاھد موقیہ وکعبیہ وعرقوبیہ واخمصیہ[3] اھ۔

آدابِ وضو میں سے یہ ہے کہ آنکھ کے گوشوں، ٹخنوں، ایڑیوں، تلووں پر خاص دھیان دے اھ (ت)

قلت وھذا ان کان الماء یسیل علیہا وان لم یتعاھد والا فرض کنظائرہ المارۃ۔

قلت یہ اس صورت میں ہے جب پانی ان جگہوں پر خاص دھیان دئے بغیر بہہ جاتا ہو ورنہ فرض ہوگا جیسے اس کی سابقہ نظیروں میں حکم ہے۔ (ت)

ضروریاتِ غسل مطلقًا ظاہر ہے کہ وضو میں جس جس عضو کا دھونا فرض ہے غسل میں بھی فرض ہے تو یہ سب اشیاء یہاں بھی معتبر اور ان کے علاوہ یہ اور زائد:

(**۳۱**) سر کے بال کہ گندھے ہوئے ہوں ہر بال پر جڑ سے نوک تک پانی بہنا۔

(**۳۲**) کانوں میں بالی پتّے وغیرہ زیوروں کے سوراخ کا غسل میں وہی حکم ہے جو ناک میں بلاق وغیرہ کے چھید کا غسل و وضو دونوں میں تھا۔

(**۳۳**) بھوؤں کے نیچے کی کھال اگرچہ بال کیسے ہی گھنے ہوں۔

(**۳۴**) کان کا ہر پُرزہ اُس کے سوراخ کا منہ۔

ف: غسل میں اُن ۲۵ یا ۳۰ گزشتہ کے علاوہ ۲۲ جگہ اور ہیں جن کی احتیاط مرد وعورت سب پر لازم۔

[1] الدر المختار | کتاب الطہارۃ | مطبع مجتبائی دہلی | ۱/ ۲۲
[2] الدر المختار | کتاب الطہارۃ | مطبع مجتبائی دہلی | ۱/ ۲۲ و ۲۳
[3] " | " | " | ۱/ ۲۴

(۳۵) کانوں کے پیچھے بال ہٹا کر پانی بہائے۔

(۳۶) استنشاق بمعنی مذکور۔

(۳۷) مضمضہ بطرز مسطور۔

(۳۸) داڑھوں کے پیچھے،

(۳۹) دانتوں کی کھڑکیوں میں جو سخت چیز ہو پہلے جُدا کرلیں۔

(۴۰) چُونا ریخیں وغیرہ جو بے ایذا چھوٹ سکے چھڑانا۔

(۴۱) ٹھوڑی اور گلے کا جوڑ کہ بے منہ اٹھائے نہ دُھلے گا۔

(۴۲) بغلیں بے ہاتھ اُٹھائے نہ دُھلیں گی۔

(۴۳) بازو کا ہر پہلو،

(۴۴) پیٹھ کا ہر ذرہ،

(۴۵) پیٹ وغیرہ کی بلٹیں اُٹھا کر دھوئیں۔

(۴۶) ناف اُنگلی ڈال کر جبکہ بغیر اس کے پانی بہنے میں شک ہو۔

(۴۷) جسم کا کوئی رونگٹا کھڑا نہ رہ جائے۔

(۴۸) ران اور پیڑو کا جوڑ کھول کر دھوئیں۔

(۴۹) دونوں سرین ملنے کی جگہ خصوصاً جب کھڑے ہوکر نہائیں۔

(۵۰) ران اور پنڈلی کا جوڑ جبکہ بیٹھ کر نہائیں۔

(۵۱) رانوں کی گولائی۔

(۵۲) پنڈلیوں کی کروٹیں۔

خاص بمرداں ف

(۵۳) گندھے ہُوئے بال کھول کر جڑ سے نوک تک دھونا۔

(۵۴) مونچھوں کے نیچے کی کھال اگرچہ گھنی ہوں۔

(۵۵) داڑھی کا ہر بال جڑ سے نوک تک۔

ف: اُن ۵۲ کے سوا آٹھ مواقع اور ہیں جن کی احتیاط غسل میں خاص مردوں کو ضرور۔

(۵۶) ذکر و انثیین کے ملنے کی سطحیں کہ بے جُدا کئے نہ دُھلیں گی۔

(۵۷) انثیین کی سطح زیریں جوڑ تک۔

(۵۸) انثیین کے نیچے کی جگہ جڑ تک۔

(۵۹) جس کا ختنہ نہ ہوا ہو بہت علماء کے نزدیک اس پر فرض ہے کہ کھال چڑھ سکتی ہو تو حشفہ کھول کر دھوئے۔

(۶۰) اس قول پر اُس کھال کے اندر بھی پانی پہنچنا فرض ہوگا، بے چڑھائے اس میں پانی ڈالے کہ چڑھنے کے بعد بند ہو جائے گی۔

خاص بزناں

(۶۱) گُندھی چوٹی میں ہر بال کی جڑ تر کرنی چوٹی کھولنی ضرور نہیں مگر جب ایسی سخت گندھی ہو کہ بے کھولے جڑیں تر نہ ہوں گی۔

(۶۲) ڈھلکی ہوئی پستان اُٹھا کر دھونی۔

۶۳ پستان و شکم کے جوڑ کی تحریر۔

(۶۴ تا ۶۷) فرج خارج کے چاروں لبوں کی جیبیں جڑ تک۔

(۶۸) گوشت پارہ بالا کا ہر پرت کہ کھولے سے کھل سکے گا۔

(۶۹) گوشت پارہ زیریں کی سطح زیریں۔

(۷۰) اس پارہ کے نیچے کی خالی جگہ غرض فرج خارج کے ہر گوشے پرزے کنج کا خیال لازم ہے، ہاں فرج داخل کے اندر انگلی ڈال کر دھونا واجب نہیں، بہتر ہے۔

درمختار میں ہے:

یفرض غسل کل ما یمکن من البدن بلاحرج مرۃ کاذن وسرۃ وشارب وحاجب (ای بشرۃ وشعرا وان کثف بالاجماع کما فی المنیۃ) ولحیۃ وشعر رأس ولو متلبدا و فرج خارج لانہ کالفم لا داخل و لا تدخل اصبعھا فی قبلھا

بدن کا ہر وہ حصہ جسے بلا حرج دھونا ممکن ہے اسے ایک بار دھونا فرض ہے جیسے کان، ناف، مونچھیں، بھوں (یعنی جلد اور بال دونوں، اگرچہ بال گھنے ہوں۔ اس پر اجماع ہے جیسا کہ منیہ میں ہے) داڑھی، سر کے بال اگرچہ گندھے ہوئے ہوں، فرج خارج اس لئے کہ اس کا حکم منہ کی طرح ہے۔ فرج داخل نہیں، فرج داخل میں اسے انگلی ڈال کر دھونا

ف: اُن ۶۰ کے سوا دس مواضع اور ہیں جن کی احتیاط غسل میں خاص عورتوں پر لازم۔

2

به يفتى (اى لا يجب ذلك كما فى الشرنبلالية ح، وفى التتارخانية عن محمد انه ان لم تدخل الاصبع فليس بتنظيف) لا داخل قلفة بل يندب هو الاصح قاله الكمال وعلله بالحرج وفى المسعودى ان امكن فتح القلفة بلا مشقة يجب والا فلا وكفى بل اصل ضفيرتها للحرج اما المنقوض فيفرض غسل كله، ولو لم يبتل اصلها يجب نقضها هو الاصح لا يكفى بل ضفيرته فينقضها وجوبا ولو علويا او تركيا لامكان حلقه (هو الصحيح) اهـ ملخصا مزيدا من الشامى۔[1]

نہیں ہے اسی پر فتوٰی ہے (یعنی یہ واجب نہیں ہے، جیسا کہ شرنبلالیہ میں ہے، حلبی۔ اور تاتارخانیہ میں ہے امام محمد سے روایت ہے کہ اگر عورت انگلی نہ ڈالے تو تنظیف نہ ہوگی) جس کا ختنہ نہ ہوا ہو اس پر ختنہ کی کھال کے اندر دھونا فرض نہیں بلکہ مستحب ہے یہی اصح ہے۔ یہ کمال ابن الہمام نے فرمایا اور اس کا سبب حرج کو بتایا۔ اور مسعودی میں ہے کہ اگر بغیر مشقت کے اس کھال کو کھول سکتا ہے تو واجب ہے ورنہ نہیں ۔۔۔ عورت کو اپنے جوڑوں کی جڑ تر کرلینا کافی ہے حرج کی بنا پر لیکن بال کھلے ہوئے ہیں تو سب دھونا فرض ہے۔ اور اگر جوڑے کی جڑ تر نہیں ہوتی تو کھولنا واجب ہے، یہی اصح ہے۔ مرد کو جوڑے تر کرلینا کافی نہیں بلکہ اس پر کھولنا واجب ہے اگرچہ علوی یا ترکی ہو اس لئے کہ وہ بال کٹا سکتا ہے (یہی صحیح ہے) اھ درمختار کی عبارت تلخیص اور شامی سے اضافوں کے ساتھ ختم ہوئی۔

اُسی میں ہے:

من آدابه تحريك القرط ان علم وصول الماء والا فرض۔[2]

غسل کے آداب میں سے ہے کہ بالی کو حرکت دے اگر معلوم ہو کہ پانی پہنچ گیا ورنہ پانی پہنچانا فرض ہے۔ (ت)

---

[1] الدر المختار — کتاب الطہارۃ — مطبع مجتبائی دہلی — ۱/۲۸ و ۲۹
رد المحتار — " — داراحیاء التراث العربی بیروت — ۱/۱۰۳ و ۱۰۴
[2] الدر المختار — " — مطبع مجتبائی دہلی — ۱/۲۳

2
2

اُسی میں ہے :

لوخاتمہ ضیقا نزعہ اوحرکہ وجوبا کقرط ولو لم یکن بثقب اذنہ قرط فدخل الماء فی الثقب عند مرورہ علی اذنہ اجزأہ کسرۃ واذن دخلھما الماء و الا یدخل ادخلہ ولو باصبعہ، ولا یتکلف بخشب و نحوہ والمعتبر غلبۃ ظنہ بالوصول [1]

اگر انگوٹھی تنگ ہو تو اتار دے ورنہ واجب ہے کہ حرکت دے کر پانی پہنچائے جیسے بالی کا حکم ہے اور اگر کان کے سوراخ میں بالی نہیں ہے اور پانی کان پر گزرنے کے وقت سوراخ میں بھی چلا گیا تو کافی ہے جیسے ناف اور کان میں پانی چلا جائے تو کافی ہے اور اگر پانی نہ جائے تو پہنچائے اگرچہ انگلی کے ذریعہ۔ لکڑی وغیرہ کے استعمال کا تکلف نہ کرے۔ اعتبار اس کا ہے کہ پانی پہنچ جانے کا غالب گمان ہوجائے۔

اقول ای فی غیرالموسوس و غیر ماجن لایبالی فالاول ینزل الیقین الی محض الشک، والثانی یرفع الشک الی عین الیقین کما ھو معلوم مشاھد واللہ المستعان۔

اقول یہ ضابطہ اعتبار وسوسہ کے مریض، اور تماشہ باز بے پروا کے حق میں ہے اول تو یقین کو شک کی منزل میں لاتا ہے اور ثانی شک کو یقین بنالیتا ہے جیسا کہ مشاہدہ اور معلوم ہے۔ اور خدا ہی سے استعانت ہے۔ (ت)

بالجملہ تمام ظاہر بدن ہر ذرہ ہر رونگٹے پر سر سے پاؤں تک پانی بہنا فرض ہے ورنہ غسل نہ ہوگا مگر مواضع حرج معاف ہیں مثلاً :

(۱) آنکھوں کے ڈھیلے۔
(۲) عورت کے گندھے ہوئے بال۔
(۳) ناک، کان کے زیوروں کے وہ سوراخ جو بند ہوگئے۔

ف۱ : **مسئلہ** مواضع احتیاط میں پانی پہنچنے کا ظن غالب کافی ہے یعنی دل کو اطمینان ہو کہ ضرور پہنچ گیا مگر یہ اطمینان نہ بے پرواہوں کا کافی ہے جو دیدہ ودانستہ بے احتیاطی کر رہے ہیں نہ وہمی وسوسہ زدہ کا اطمینان ضرور جسے آنکھوں دیکھ کر بھی یقین آنا مشکل بلکہ متدین محتاط کا اطمینان چاہیے۔
ف۲ : اکیس مواضع جو پانی بہانے سے بوجہ حرج معاف ہیں۔

[1] الدرالمختار کتاب الطہارۃ مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۲۹

(۴) نامختون کا حشفہ جبکہ کھال چڑھانے میں تکلیف ہو۔
(۵) اس حالت میں اُس کھال کی اندرونی سطح جہاں تک پانی بے کھولے نہ پہنچے اور کھولنے میں مشقت ہو۔
(۶) مکھی یا مچھر کی بیٹ جو بدن پر ہو اُس کے نیچے۔
(۷) عورت کے ہاتھ پاؤں میں اگر کہیں مہندی کا جرم لگا رہ گیا۔
(۸) دانتوں کا جما ہُوا چُونا۔
(۹) مِسّی کی ریخیں۔
(۱۰) بدن کا مَیل۔
(۱۱) ناخنوں میں بھری ہُوئی یا بدن پر لگی ہُوئی مٹّی۔
(۱۲) جو بال خود گرہ کھا کر رہ گیا ہو اگرچہ مرد کا۔
(۱۳) پلک یا کوئے میں سُرمہ کا جرم۔
(۱۴) کاتب کے انگوٹھے پر روشنائی۔ ان دونوں کا ذکر رسالہ الجود الحلو میں گزرا۔

(۱۵) رنگریز کے ناخن پر رنگ کا جرم۔
(۱۶) نان بائی یا پکانے والی عورت کے ناخن میں آٹا علی خلاف فیہ۔
(۱۷) کھانے کے ریزے کہ دانت کی جڑ یا جوف میں رہ گئے کما مرانفا عن الخلاصۃ (جیسا کہ ابھی خلاصہ سے گزرا۔ ت)

اقول یُونہی پان کے ریزے نہ چھالیا کے دانے کہ سخت ہیں کما مر ایضا (جیسا کہ ابھی خلاصہ سے گزرا۔ ت)

اقول وبتعلیل المسألۃ بالحرج لعموم البلوی یندفع ما مر من الایراد۔

اقول جب مسئلہ کی علت یہ بتادی گئی کہ ابتلائے عام کی وجہ سے حرج ہے تو وہ اعتراض دفع ہوگیا جو عبارتِ خلاصہ کے تحت گزرا۔ (ت)

(۱۸) **اقول** ہلتا ہوا دانت اگر تار سے جکڑا ہے معافی ہونی چاہئے اگرچہ پانی تار کے نیچے نہ بہے کہ

ف: **مسئلہ** ہلتا ہُوا دانت چاندی کے تار سے باندھنا یا مسالے سے جمانا جائز ہے اور اس وقت غسل میں اُس تار یا مسالے کے نیچے پانی نہ بہنا معاف ہونا چاہئے۔

بار بار کھولنا ضرر دے گا نہ اس سے ہر وقت بندش ہو سکے گی۔

(۱۹) یونہی اگر اکھڑا ہُوا دانت کسی مسالے مثلاً بُرادۂ آہن و مقناطیس وغیرہ سے جمایا گیا ہے جمے ہوئے چھلے کی مثل اس کی بھی معافی چاہیے۔

اقول لانہ ارتفاق مباح وفی الازالۃ حرج۔

اقول کیونکہ یہ انتفاع و علاج مباح ہے اور زائل کرنے میں حرج ہے۔(ت)

درمختار میں ہے:

لایشد سنہ المتحرك بذھب بل بفضۃ[1]

ہلتے ہوئے دانت کو سونے سے نہیں بلکہ چاندی سے باندھے۔(ت)

ردالمحتار میں ہے:

قال الکرخی اذا سقطت ثنیۃ رجل فان ابا حنیفۃ یکرہ ان یعیدھا و یقول ھی کسن میتۃ ولکن یأخذ سن شاۃ ذکیۃ یشد مکانھا وخالفہ ابو یوسف فقال لاباس بہ اھ اتقانی، زاد فی التاترخانیۃ قال بشر قال ابو یوسف سألت ابا حنیفۃ عن ذلك فی مجلس اٰخر فلم یربا عادتھا باسا اھ[2]

امام کرخی نے کہا: کسی کا اگلا دانت گر گیا تو امام ابو حنیفہ اس کو اس کی جگہ پھر لگانا مکروہ کہتے ہیں اور فرماتے ہیں یہ مردے کے دانت کی طرح ہے لیکن شرعی طور پر ذبح کی ہوئی کسی بکری کا دانت لے کر اس کی جگہ لگالے۔ امام ابو یوسف اس بارے میں امام کے خلاف ہیں وہ کہتے ہیں اس میں کوئی حرج نہیں اھ اتقانی ــــ تاتارخانیہ میں یہ اضافہ ہے: بشر نے کہا امام ابو یوسف فرماتے ہیں میں نے ایک دوسری مجلس میں اس سے متعلق امام ابو حنیفہ سے پوچھا تو اس دانت کو دوبارہ اس کی جگہ لگالینے میں انھوں نے کوئی حرج نہ قرار دیا اھ۔

اقول مبنی القول الاول ان السن عصب فیحلہ الموت

اقول قولِ اوّل کی بنیاد یہ ہے کہ دانت اعصاب میں سے ہے تو موت اس میں

---

[1] الدرالمختار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی اللبس مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۴۰

[2] ردالمحتار 〃 〃 〃 〃 〃 〃 داراحیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۳۱

والصحیح انه عظم فلاینجس و لومن میتة وقد نص فی البدائع والکافی والبحر والدر وغیرھا ان سن الانسان طاھرة علی ظاھر المذھب وھو الصحیح وان ما فی الذخیرة وغیرھا من انھا نجسة ضعیف[1] اھ فارتفع الاشکال کیف لاوقد رجع عنه الامام۔

سرایت کرے گی اور صحیح یہ ہے کہ دانت ایک ہڈی ہے تو وہ اگرچہ ایک مُردے ہی کا ہو نجس نہ ہوگا۔ اور بدائع، کافی، بحر، درمختار وغیرہا میں تصریح ہے کہ انسان کا دانت پاک ہے، یہی ظاہر مذہب ہے اور یہی صحیح ہے اور ذخیرہ وغیرہا میں جو لکھا کہ نجس ہے یہ قول ضعیف ہے اھ، تو اشکال دُور ہوگیا۔ پھر یہ کیسے نہ ہو جب کہ امام اس سے رجوع کرچکے ہیں۔ (ت)

ہاں اگر کمانی چڑھی ہو جس کے اتارنے چڑھانے میں حرج نہیں اور پانی بہنے کو روکے گی تو اتارنا لازم ہے۔

(۲۰) پٹی کہ زخم پر ہو اور کھولنے میں ضرر یا حرج ہے۔

(۲۱) ہر وہ جگہ کہ کسی درد یا مرض کے سبب اس پر پانی بہنے سے ضرر ہوگا۔

والمسائل مشھورة وفی فتاونا مذکورة (یہ مسائل مشہور ہیں اور ہمارے فتاوٰی میں مذکور بھی ہیں۔ ت)

غرض مدار حرج پر ہے اور حرج بنصِ قرآن مدفوع اور یہ امت دنیا و آخرت میں مرحومہ، والحمد ﷲ رب العٰلمین۔

درمختار میں ہے:

لایجب غسل ما فیه حرج کعین وان اکتحل بکحل نجس وثقب انضم وداخل قلفة وشعر المرأة المضفور، ولا یمنع

اسے دھونا واجب نہیں جس کے دھونے میں حرج ہے جیسے اندرونِ چشم۔ اگرچہ ناپاک سرمہ لگالیا ہو۔ اور ایسا سوراخ جو بند ہوگیا ہو، اور ختنہ کی کھال کے اندر کا حصہ اور عورت کے گندھے ہُوئے بال۔

ف: مسئلہ ناپاک سُرمہ آنکھوں میں لگالیا آنکھیں اندر سے دھونے کا حکم نہیں۔

---

[1] ردالمحتار بحوالہ البحر والبدائع والکافی کتاب الطھارة باب المیاہ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۱۳۸

الطہارۃ خرء ذباب و برغوث لو یصل الماء تحتہ[1] (لان الاحتراز عنہ غیر ممکن، حلیۃ[2]) وحناء و لو جرمہ بہ یفتی ودرن و وسخ و تراب وطین و لو فی ظفر مطلقا قرویا او مدنیا فی الاصح و ما علی ظفر صباغ [3] اھ ملخصا۔

اور طہارت سے مانع نہیں مکھی اور مچھر کی وہ بیٹ جس کے نیچے پانی نہ پہنچا (اس کے لئے اس سے بچنا ممکن نہیں — حلیہ) اور مہندی اگرچہ اس میں دبازت ہو — اسی پر فتوٰی ہے — اور میل اور مٹی اور گارا اگرچہ ناخن میں ہو — مطلقاً دیہی ہو یا شہری — اصح یہی ہے — اور وہ رنگ جو رنگریز کے ناخن پر بیٹھ گیا ہے اھ ملخصاً۔ (ت)

ردالمحتار میں ہے:

یؤخذ من مسألۃ الضفیرۃ انہ لایجب غسل عقد الشعر المنعقد بنفسہ لان الاحتراز عنہ غیر ممکن و لو من شعر الرجل ولم ار من نبہ علیہ من علمائنا تأمل[4]۔

عورت کے جوڑے کے مسئلے سے یہ اخذ ہوتا ہے کہ جو بال خود گرہ کھا کر بیٹھ گیا اسے دھونا واجب نہیں اس لئے کہ اس سے بچنا ممکن نہیں اگرچہ مرد کا بال ہو۔ میں نے اپنے علما میں سے کسی کی اس پر تنبیہ نہ دیکھی — تو غور کرو۔

اُسی میں ہے:

فی النہر لو فی اظفارہ عجین فالفتوی انہ مغتفر[5]۔

نہر میں ہے اگر اس کے ناخنوں کے اندر خمیر رہ گیا ہو تو فتوٰی اس پر ہے کہ وہ معاف ہے (ت)

اقول و باللہ التوفیق حرج کی تین[ف] صورتیں ہیں:

ف: مصنف کی تحقیق کہ حرج تین قسم ہے۔

---

[1] الدر المختار	کتاب الطہارۃ	مطبع مجتبائی دہلی	۱/ ۲۸ و ۲۹
[2] ردالمحتار	"	داراحیاء التراث العربی بیروت	۱/ ۱۰۴
[3] الدر المختار	"	مطبع مجتبائی دہلی	۱/ ۲۹
[4] ردالمحتار	"	داراحیاء التراث العربی بیروت	۱/ ۱۰۴
[5] "	"	"	"

ایک یہ کہ وہاں پانی پہنچانے میں مضرت ہو جیسے آنکھ کے اندر۔

دوم مشقت ہو جیسے عورت کی گندھی ہوئی چوٹی۔

سوم بعد علم و اطلاع کوئی ضرر و مشقت تو نہیں مگر اس کی نگہداشت، اُس کی دیکھ بھال میں دقت ہے جیسے مکھی مچھر کی بیٹ یا اُلجھا ہوا گرہ کھایا ہوا بال۔

قسم اول و دوم کی معافی تو ظاہر، اور قسم سوم میں بعد اطلاع ازالۂ مانع ضرور ہے مثلاً جہاں مذکورہ صورتوں میں مہندی، سُرمہ، آٹا، روشنائی، رنگ، بیٹ وغیرہ سے کوئی چیز جمی ہوئی دیکھ پائی تو اب یہ نہ ہو کہ اُسے یوں ہی رہنے دے اور پانی اُوپر سے بہا دے بلکہ چھڑا لے کہ آخر ازالہ میں تو کوئی حرج تھا ہی نہیں، تعاہد میں تھا، بعد اطلاع اس کی حاجت نہ رہی۔

ومن المعلوم ان ما کان لضرورۃ تقدر بقدرھا، ھذا ما ظھرلی والعلم بالحق عند ربی، واللہ سبحٰنہ و تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم و احکم وصلی اللہ تعالٰی علٰی سیدنا محمد و اٰلہ وصحبہ اجمعین۔

معلوم ہے کہ جو حکم کسی ضرورت کے باعث ہو وہ قدرِ ضرورت ہی کی حد پر رہے گا۔ یہ وہ ہے جو مجھ پر منکشف ہُوا، اور حق کا علم میرے رب کے یہاں ہے، اور خدائے پاک و برتر ہی کو خوب علم ہے اور اس مجد بزرگ والے کا علم زیادہ تام اور محکم ہے۔ اور ہمارے آقا محمد، ان کی آل اور تمام اصحاب پر خدائے برتر کا درود ہو۔ (ت)